

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔ اے ۱۴ وارث روڈ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب نیکلوڈر روڈ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ لاہور } مینیجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کی ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹرز، ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۳	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۲۵ء	نمبر ۳۰

غزل

جناب پادری بی گارڈز صاحب قیصر میتھوڈسٹ ایپسکوپل مشن الٰہ آباد

ناز عیسے دل میں ہے پھر کیوں خطاکاروں میں ہوں
کون کہہ سکتا ہے مجھ سے میں گنہگاروں میں ہوں

دم مطلوب ہیں اُن کے طلبگاروں میں ہوں
داورِ محشر ہے عیسےٰ میں گنہگاروں میں ہوں

کیا کہوں میں کون ہوں کس کے طلبگاروں میں ہوں
میں مسیحِ ناصری کے کفش برداروں میں ہوں

جان دیکر جس نے رحم و عدل کو ثابت کیا
میں اُسی مصلوب منجی کے پرستاروں میں ہوں

دیکھنا محشر میں فیضِ عام حق کو دیکھکر
پارسا بھی یہ کہیگا میں گنہگاروں میں ہوں

رحم کر میرے مسیحا جز ترے کس سے کہوں
میں سراپا درد ہوں اور سخت بیماروں میں ہوں

مرگ عیسیٰ نے گنہگاروں کو یہ مژدہ دیا
رحمتِ حق کہہ رہی ہے میں گنہگاروں میں ہوں

تاب نظارہ نہیں حیرت زدہ سکتے میں ہوں
صورتِ آئینہ میں اُس کے خریداروں میں ہوں

حشر میں اتنا کہونگا داورِ محشر سے میں
تیری رحمت پر بھروسہ ہے گنہگاروں میں ہوں

میں ابھی قرباں ہوں گردن شوق سے کاٹے کوئی
داد گر کہدیں کہیں تیرے عزاداروں میں ہوں

میری الجھن اور پریشانی کا باعث ہے یہی
قیدیِ زلفِ مسیحا ہوں گرفتاروں میں ہوں

دوستوں سے اُنس و الفت کا زمانہ اب کہاں
اب تو میں افسردہ مرجھائے ہوئے ہاروں میں ہوں

ہجر میں گر حسرت و یاس و تمنا ہی نہیں
درد اُٹھ کر کہہ رہا ہے میں بھی غمخواروں میں ہوں

آرزو روتی ہے گھر گھر پیٹتی ہے بیکسی
میں دلِ مضطر کی تربت پر عزاداروں میں ہوں

باغ کی کلیاں جو اُس گلشن کی گردن میں پڑی ہیں
رونقِ گلشن یہ بولی میں انہیں ہاروں میں ہوں

قیصر دم محو ہوں یادِ رخِ عیسےٰ میں میں
میں تیرے یوں کے نہ جو روں کے خریداروں میں ہوں

غمزدوں میں غمزدہ ہوں درد کا ہوں آشنا
قیصر میں مصلوب عیسیٰ کے عزاداروں میں ہوں

اب ابن رُوح القدس

الوداعی سپاسنامہ

غوری

جناب بزرگوارم خجستہ اطوار سیدا مشفق سیمسون خان دام فیوضکم

جناب اقدس۔

بزرگم جانم!! برگزیدہ خدا حقدار تاج زندگی بقا۔ ہادی دین۔ مرشد راہ یقین آپ از یکم اپریل ۱۹۲۳ء میں بروز سینچروار گرجاء مقدس سی۔ ایم۔ ایس پشاور۔ خداوند پاک کی خدمت پاک پر مقرر ہوئے تھے۔ سیدی اس عرصہ قلیل میں آپ کی جو خدمات اور ہر دلعزیزی ہے۔ کیا ہی بیان

۲۔ سیدی! آپ بفضل خدا ایک بے ریا۔ نیک نہاد، اخلاق سنجیدہ اور اوصاف حمیدہ رکھتے اور حلیم طبع و فروتن دل ہیں۔ جیسا کہ بندگان خدا کو ہونا چاہیے

دوم۔ اے میرے آقا! خادم نے جناب کی جبین مبارک پر کبھی چین نہیں دیکھی اور اگر آپ سے کسی نے صعب ترین گفتگو بھی کی تو آپ نے ہنستے ہوئے از خندہ

بیشانی از دہن خبریں، یا یہ خبریں دیا اور ایسا کیوں نہ ہو برگزیدوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک ہے۔ بادیم امرشدم!! آپ کی محنتوں سے جو رونق آج گرجا۔ مقدس کے ارد گرد و شادابی سبزہ کی لہک، خوشبو کی لپٹ، نسیم کے جھونکے، اور وہ گلہای گوناگوں کہ جو اپنی آپ ہی مثال ہیں اور اسی طرح نظام قبرستان جو کہ جناب سے پہلے ہرگز یوں نہ تھا اور ہر طرح سے گرجا مقدس کے واسطے صیغہ امداد نکالنا۔ یہ تاج آپ ہی کے سر مبارک ہے اور دیکھ کر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ جناب ایک دماغ خداداد رکھتے اور منتظم اعلیٰ ترین ہیں۔

۳۔ اے میرے آقا۔ اے میرے روحانی باپ آپ اکثر اسی خیال پاک میں رہے اور ہیں اور خداوند کی کلیسیا کو بھی یہی سمجھاتے رہے ہیں کہ ہم اپنے نیک نمونہ نیک رفتار، نیک گفتار ہی سے اُن روحوں کو جو تا حال ہمارے جلیل القدر، شفیع القدر، آقائی نامدار، سحاب سوار، نیک طبیب، شاہ صلیب، راہ نجات، لطا صفات، شاہ مرسلیں، ہادی المہدین، مالک کون و مکاں زمین و زماں، بے عیوب، راز دار المحجوب، منجی عالم خداوند مسیح ابن اللہ کی خوشخبری سے لاعلم ہیں۔ اس کے بحر نجات پر جو کہ مفت تقسیم ہو رہا ہے لا سکتے ہیں۔ تاکہ وہ پیاسی روحیں ماء نجات سے اپنی طعش بجھا کر آرام و اطمینان پا دیں۔

۴۔ اے میرے مولا۔ اے میرے سید!! اے رسول خداوند مسیح!!! آپ غیر اقوام کو خوشخبری پاک پہنچانے میں صدہا ایسے نیک ذرائع پیدا کرتے ہیں کہ جس سے غیر اقوام بخوشی کلام خدا سنتے اور آپ کے دلدادہ اور آپ سے فوائد حاصل کرتے ہیں۔ آقای ام! بندہ نے بھی آپ کی صحبت پاک سے در عرصہ قلیل کثیر فوائد حاصل کئے اور واقعی کئے۔

۵۔ اے محکم در دین شروع! اے میرے آقا!!

خادم نے اکثر اوقات آپ کو خداوند مسیح کی عاجز اور نادار بھیڑوں یعنی غریب اور ناخواندہ مسیحیوں کے پاس جاتے، منہ امیر پاک لگاتے۔ کلام خدا سناتے۔ سمجھاتے اور عین اُن کے وسط میں بیٹھے جیسے کہ ستاروں میں چاند ہوتا ہے۔ دیکھا تو گویا اس طرح آپ نے اپنے منجی خداوند مسیح کے نقش قدم پر چلکر ایک عمل ثبوت دیا ہے۔

نیز اے بندۂ نیک! آپ حتی الامکان ہر ایک بھائی سے کیا مسیحی اور کیا غیر مسیحی نیکی کرتے ہیں جن میں سے ایک بندہ بھی ہے۔ اور سیدی! ایسا کیوں نہ ہو آپ کوتاہ نہیں۔ بلکہ دور اندیش ہیں۔

۶۔ اے میرے آقا! اے میرے سید!! بفضل خدا آپ ایک روحانی صورت رکھتے ہیں کہ جسے دیکھتے ہی مہِ تمام شرم کے مارے منہ چھپا لیتا ہے۔ اور جبکہ جناب طیلسان پہنے گرجای مقدس میں نماز پاک کراتے ہیں تو واہ پھر تو کیا کہنا۔ بیان کرنا مشکل ہے خاصکر اس وقت جبکہ جناب اقدس یعنی پلپٹ پر کھڑے ہو کر وعظ پاک کرتے ہیں کہ جس کی تعریف و توصیف میں یہ زبان و قلم قاصر ہے تو سیدی یوں نظر آتے ہیں کہ گویا ایک فرشتہ ہے ع

غوری ہوش گزر گشتہ کیا! یہ تو از مقربان شاہ صلیب لبیب خطیب مجیب خداوند مسیح نہیں۔

۷۔ اُف۔ آخر اب از دل حسرت کہنا ہی پڑا کہ آپ امشب گاڑی کی بساعت ۱۰ موزرخہ یکم اپریل ۱۹۲۵ء فی الحال گجرات پنجاب اپنے بزرگان و عزیزان کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں اور سیالکوٹ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد یعنے انعام فرقت دیے جاتے ہیں۔ ہادی! اس فرقت سے جو قلق بندہ کے دل پر جو کہ اس وقت سیماب سے بھی بدرجہا مضطرب ہے اور خادم تو تاب و تواں کہاں کہ ظہور میں لائے پھر خیال آتا ہے کہ یہ فلک مہربان ایک خواب ہی دکھایا کرتا ہے اور وہ یوں کہ:۔

رباعی

آں رفت کہ در جوئے طرب آبے بود
یاد سر زلف آرزو تابے بود
دردا کہ زمان عیش و دوران وصال
بگذشت چنانکہ گویا خوابے بود

مگر آپ کا عزم بالجزم اب یہ ہے۔ کہ آپ اپنے پیارے وطن عیسیٰ خیل اور اس کے اطراف میں مژدہ خداوند مسیح۔ شفیع المذنبین پہنچانے کے لئے اپنی طرف سے ایک مشن قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جس میں آپ اپنا جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ اللہ کیا ہی عزم پاک ہے۔ خداوند پاک آپ کے اس عزم پاک پر برکت نازل کرے اور آپ کی مدد فرمائے۔ اور آپ کو اس کارِ خیر میں کامیابی کُل نصیب ہو۔ اور از تاج ہای زندگی بقا جو کہ خداوند مسیح کی طرف سے برگزیدوں کے لئے ہیں نصیب ہو۔

۸۔ امید واثق ہے کہ قبلہ ام اپنے خادم کو اپنی دعا پاک میں یاد کرنے رہا کرینگے۔ جیسا کہ والدین روحانی کا قاعدہ ازل ہے۔ اور ادھر جو شغف جناب ہے۔ وہ تو بندہ کو نہیں بھولنے کی اور نہیں بھولنے کی۔ اور اکثر جناب والا کے بعد یوں کہہ کر یاد کیا کرونگا کہ:۔

أَنَ اَكُمْ بِقَلْبِي مِنْ بِلَادٍ بَعِيدَةٍ
تَرَاكُمْ تَرَوْنِي بِالْقُلُوبِ عَلَى بُعْدِ
فُؤَادِي وَطَرْفِي يَاسِفَانِ عَلَيْكُمْ
وَعِنْدَكُمْ رُوحِي وَذِكْرُكُمْ عِنْدِي
وَلَسْتُ أَلَذُّ الْعَيْشَ حَتَّى أَرَاكُمْ
وَلَوْ كُنْتُ فِي الْفِرْدَوْسِ أَوْ جَنَّةِ الْخُلْدِ

۹۔ آخر میں در درگاہ رب العالمین بندہ کی التجا ہے کہ جناب من جہاں ہوں رب الاسباب آپ کو مع اہل و عیال خوش و خرم اور شاداں و آباد رکھے اور اپنی لا انتہا برکتوں سے مالا مال کرے۔ (دیکھو صـ ۱۱)

نور افشاں

مطبوعہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۵ء

بیمار ہند کے مسیحی معالج

۲

ہندوستان کی بیماریاں

ہندوستان بیمار ہے۔ لاریب بیمار ہے۔ اُس کے اپنے فرزند اور وفادار فرزند اور لائق فرزند اس بات کی آج تک زور شور سے منادی کر چکے ہیں وہ ایسے کُھلی آنکھ کے فرزند ہیں جنکی نیک نیتی اور حقیقت شناسی کا سکہ ہند کی کل آبادی کمی بیشی سے مان چکی ہے۔ کوئی باخبر ہندوستانی ایسا نہیں جو ہندوستان کے بیمار ہونے کا معترف نہ ہو۔

ہندوستان کی بیماریاں

سیاست دانوں نے کئی برسوں سے اہلِ وطن کو یہ بات یقین دلانے کی ضرور کوشش کی کہ ہندوستان کی بیماریوں میں سے سب سے بڑی بیماری غیر ملکی حکومت کی ہے۔ اگر غیر ملکی حکومت نہ ہو تو ہندوستان کی بہت سی بیماریاں جاتی رہیں۔ ممکن ہے کہ اس خیال میں کچھ صداقت ہو۔ پر ہمارے خیال میں بیمار ہندوستان کے لئے غیر ملکی حکومت اگر حکیم حاذق نہ ہو تو بھی وہ محافظ حکومت ضرور ہے وہ بیمار ہند کو اُس کے بیمار ہونے کا خود یقین دلانے والی ہے۔ بیمار و بیخود کو ہوش میں لانے والی حکومت ضرور ہے۔ اُس نے خود اہلِ ہند کو اُن کی بے خودی اور بیماری کے خطرات سے ضرور آگاہ کیا۔ اُس نے آگے صحت و شفا کے اسباب و وسائل رکھے۔ علم و فضل کے سامان مہیا کئے۔ اُسے اُس کی غفلت و جہالت کے خوفناک نقصانات سے آگاہ کیا۔ ہندوستان کو آزادگی دی کہ وہ اپنی جائز آزادی کی حد کے اندر رہ کر اُن تمام وسائل شفا کا استعمال کرے جو اسے غیر ملکی حکومت کے وسیلے سے میسر ہوئے ہیں۔ جائے افسوس ہے کہ بیمار ہندوستان نے شفا کے وسائل مذکورہ کو حاصل کرکے اُن کا خود کم فائدہ اُٹھایا ہے۔

پس ہند کی بیماریاں ملکی حکومت کے سوا ہیں

جنھوں نے غیر ملکی حکومت کو بیمار ہند کی حفاظت و شفا کے لئے لازم کر دیا ہے۔ ہندوستان جب تک بیمار ہے۔ غیر ملکی حکومت لاریب ہندوستان کے لئے خدا کی رحمت ہے۔ پس ہم ہندوستان کی بیماریوں کی فہرست سے غیر ملکی حکومت کو الگ کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

جب ہم ہندوستان کی بیماریوں کا ذکر کیا چاہتے ہیں تو ہماری مراد اُن بیماریوں سے ہے جو ہندوستان کی ہندی آبادی کی طبیعت و جبلت کا حصہ بن آئی ہیں اور اب ہر ایک ہندوستانی کے رگ و ریشہ میں گھر کئے ہیں۔ وہ زیادہ تر مذہبی و اخلاقی و مجلسی بیماریاں ہیں۔ اگر ہندوستانیوں کی کوئی اور بیماری شمار ہیں آسکتی ہے تو وہ قومی اور ذہنی اور علمی بیماریاں ہیں جو زمانہ قدیم سے ہندوستان کے ہر ایک بچہ کی جدی میراث بنکر پُشت در پُشت ہمارے زمانہ تک پُہنچی ہیں۔

ہندوستان میں قومیت کا عدم وجود خوفناک بیماری ہے

ہر ایک ملک کے باشندوں کی ماں اُن کی قوم تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ جس ملک کے باشندے جسقدر واحد قوم کے فرزند پائے گئے ہیں اسی قدر اس ملک کے باشندوں میں حب الوطنی اور باہمی مساوات کا زیادہ مستحکم و استوار اصول پایا گیا ہے۔ مگر ہندوستان کی آبادی کی والداؤں یا قوموں کا ہی شمار نہیں ہے۔ اگر ہندوستان کو اپنی آبادی کا باپ خیال کیا جائے تو ہندوستان کو کثیر عورتوں کا شوہر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ جو اب تک ہند میں زندہ ہیں۔ اگر ہندوستان کی آبادی کی ہند کو والدہ خیال کر لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ بھارت ماتا نے بہت سے شوہروں سے شادی کی جنکی اگرچہ ماتا ایک ہے پر پتا بہت سے ہیں۔ یہ ہندوستان کی ایک بیماری ہے کہ ہندوستان میں قومیت کا وجود معدوم ہے۔ یہاں بہت سی قومیں اور گروہیں پائی جاتی ہیں جو اپنی اپنی ہستی دوسری کے مقابل قائم رکھنا چاہتی ہیں اور ایک دوسری کے مقابل برسرِ پیکار ہیں۔ ہندوستان مسیحی معالجوں کو سب سے پہلے ہندوستان کی کل آبادی کو قومیت دینا ہے مختلف اقوام اور گروہوں کو ایک قوم بنانا ہے۔ ہندوستان کی آبادی کے باہمی اختلاف و انتشار کو دور کرکے اسے باہمی اتحاد و محبت و مساوات کی رسی سے باندھنا ہے۔ اب تک ہندوستان کے مسیحی معالجوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔

عیسائی مبشر و مناد

ہر ایک مسیحی مبشر و مناد ہند کا رہنما ہے۔ اُس کی ذمہ داری عظیم ہے۔ اس کا کام نہایت وسیع ہے اُس کے پاس کسی واحد گاؤں کے یا واحد ضلع کے لوگوں کے لئے ہی چراغ ہدایت نہیں۔ بلکہ کل ہندوستان بلکہ کل دنیا کے باشندوں کے لئے آفتاب صداقت ہے۔ ہر ایک مسیحی مبشر و مناد خود دنیا کا نُور ہے۔ اُس کا کام روشنی دینا ہے۔ ہدایت کرنا ہے۔ ہر ایک انسان کی مدد و رہبر ہر ایک معاملہ میں مدد کرتا ہے۔ انہوں نے

اہلِ ہند کو صرف بتیسمہ دیکر عیسائی نہیں بنانا۔ بلکہ ان میں انسانیت کی اعلےٰ خصلت وسیرت کے بیج بونا ہے۔ ان پر انسان کامل خداوند یسوع مسیح کی اکمل انسانیت کے کمالات ظاہر کرنا ہے۔ ان پر انجیل مقدس کے اعلےٰ اصولوں کی اقوال واعمال سے تفسیر و تشریح کرنا ہے۔ اس اعتبار سے ہر ایک مسیحی مبشر و مناد اپنے اپنے گاؤں اور ضلع میں عموماً تمام انسانوں کے اور خصوصاً مسیحیوں کے لیڈر و رہنما ہیں اُنہیں ایک طرف تو سچائی اور خوف خدا سے لوگوں کی رہنمائی کرنا چاہئے۔ دوسری طرف لوگوں کو اُن کی رہنمائی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

ایک غلطی سے پرہیز

بعض وقت ہمارے دیہاتی مناد مسیحیوں کی رہنمائی میں سخت غلطی کیا کرتے ہیں کہ وہ دیہات کے غریب مسیحیوں کو جوش میں آ کر اُن کے ہندو یا مسلم آقاؤں کی خدمات سے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں ان دیہاتی مسیحیوں کی ان تکالیف سے متاثر ہوکر جو اُن کے آقاؤں کی طرف سے ان پر آتی ہیں مزاحم ہوکر اُن کی تکالیف کو بڑھانے کا باعث بنجاتے ہیں مسیحی مبشرین و منادین کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کی طرف سے کسی کے منصف بنا کر نہیں بھیجے گئے نہ اُن کو لوگوں کے جھگڑے نپٹانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ مظلوم کی مدد کا صرف یہی طریقہ نہیں ہے کہ ہم مظلوم نوکر کو اُس کے جابر آقاؤں سے آزاد کرانے کی ہر طرح کوشش کریں اور اُس کے بال بچوں کو خانہ بدوش اور بھوک اور ننگائی کے حوالے کردیں۔ اگر ہم کسی مظلوم کو سنبھال نہیں سکتے۔ اور اس کے بال بچوں کا بہتر انتظام نہیں کرسکتے تو مناسب یہی ہے کہ ہم مظلوم کو برداشت کرنے کی تعلیم دیں اگر ممکن ہو تو اُس کے ظالم آقا سے اس کے لئے منت کریں کہ وہ اُسے تکلیف دینے سے باز رہے۔ اگر مسیحی مبشرین و منادین اس بات کا اپنی خدمات میں خیال رکھیں تو وہ بہت سی تکالیف سے بچ جائینگے۔ اور غریبوں کو بھی بچا سکینگے۔

ہمارے ملک کے ہندو و مسلمان آقا

بائبل ویونان و روم کے آقا لوگ نہیں ہیں بخصوصاً دیہات کے ہندو و مسلمان آقا صاحبان عموماً انصاف پسند اور غریب پرور ہوتے ہیں اُنہیں صرف یہ بات سکھلانا مسیحی مبشرین و منادین کا فرض ہے کہ وہ اپنے نوکروں سے کس طرح شریفانہ سلوک کرسکتے ہیں اور کس طرح اعلےٰ اور شریف آقا بن سکتے ہیں۔ مسیحیوں کی بائبل میں ایک باب آقاؤں کے متعلق بھی آیا ہے۔ اس میں کوڑیوں مثالیں شریف اور خداپرست آقاؤں کی آئی ہیں۔ کوڑیوں مثالیں بدکار آقاؤں کی آئی ہیں دیہات کے ہندو و مسلم آقاؤں کو بائبل کے شریف و نجیب آقاؤں کی حکایات سُنا کر ان سے التماس کرنا چاہئے کہ وہ اپنے نوکروں اور غریبوں کے لئے زیادہ شریف و مہربان بنیں۔ ایسے حالات سننے سے کوئی دیہاتی ہندو و مسلمان آقا تعرض نہیں کرسکتا۔ ہمیں ہندو و مسلمان آقاؤں کی طرف سے بدظن ہونے کے بجائے حسن ظن رکھنا چاہئے اور دیہات کے غریب مسیحیوں کو سکھانا چاہئے۔ کہ وہ اپنے مالکوں کی نہایت محبت اور وفاداری اور دیانتداری سے خدمت کریں ہندوستان میں ایسے آقا یا مالک ملنے مشکل ہیں جو اپنے وفادار نوکر کی اور اس کے بال بچوں کی پرورش کا خیال نہ کرتے ہوں۔

نور افشاں کے متعلق خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

حکمای مشائین کے فلسفہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد

پر

ایک محققانہ نظر

نمبر سوم

از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ہیڈ مولوی یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

نفیِ صفات

حکما نے اس تنزیہ میں اس قدر غلو کیا کہ وہ صفات کا بھی انکار کر گئے۔ اگرچہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ذات وصفت پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں۔ وہ آثار وہاں صرف ذات پر مرتب ہیں۔ مثلاً ہم میں جب تک صفت علم کی قائم نہ ہو۔ ادراک نہیں کرسکتے۔ اور واجب الوجود کے ادراک میں کسی چیز کا قیام ضرور نہیں۔ صرف ذات تمام اشیاء کے لئے منشاءِ انکشاف ہے۔ اس اعتبار سے خود ذات نفسِ علم ہے۔ بغیر اس کے صفتِ علم کے ساتھ متحد ہو نفیِ صفات پر حکما کی حسب ذیل دلیلیں ہیں۔

(۱) اگر واجب الوجود میں کوئی صفت ذات پر زائد ہو تو وہ صفت اس وجہ سے کہ موصوف کی طرف محتاج ہے۔ ممکن ہوگی۔ اور ہر ممکن محتاج علت ہے تو اُس صفت کی علت یا ذاتِ واجب ہوگی یا غیر۔ اگر غیر ہو تو صفتِ کمال میں احتیاج واجب الوجود کی غیر کی طرف لازم آئیگی جو محال ہے اور اگر ذات علت ہو تو واحد من جمیع الوجوہ اس صفت کی علت یا ذات واجب ہوگی یا غیر۔ اگر غیر ہو۔ تو صفتِ کمال میں احتیاج واجب الوجود کی غیر کی طرف لازم آئیگی۔ جو محال ہے۔ اور اگر ذات علت ہو تو واحد من جمیع الوجوہ اس صفت

کا قابل اور فاعل ہوگا - اور یہ بھی محال ہے - بہر حال ہر دو صورتوں میں محال ہی لازم آتا ہے اور مستلزم محال خود محال ہے -

واحد فاعل اور قابل ایک چیز کا نہیں ہو سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ فاعل کی نسبت مفعول کی طرف وجوب کی ہے اور قابل کی نسبت مقبول کی طرف امکان کی ہے - اس لئے کہ فاعل تام کسی چیز کا بحیثیت فاعلیت اس کو مستلزم ہوتا ہے - اور قابل مستلزم مقبول نہیں ہوتا بلکہ اُس کا وجود قابل میں ممکن ہوتا ہے - اگر واحد کسی صفت کا فاعل ہو، اور اسی کا قابل ہو تو اجتماعِ متنافیین ہوگا - اس لئے کہ دونوں کے لوازم میں تنافی ہے اور چونکہ ذاتِ واجب میں جہات نہیں - تو یہ اجتماع متنافیین ایک جہت سے ہوگا - یعنی جہت ذات سے اور وہ محال ہے -

فاعل بعض صورتوں میں بالاستقلال موجب مفعول ہوتا ہے - اور قابل کبھی موجب مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو فاعل کی ضرورت ہے تو صرف فعل کا فی الجملہ موجب ہونا ممکن ہوا - اور صرف قبول کا موجب ہونا ممکن نہیں - اس صورت میں امکان و وجوب بالغیر اُس صفت کا اور امتناع و وجوب بالغیر اُس کا ایک جہت سے صادق آیا جو اجتماع نقیضین ہے -

صورتِ مفروضہ میں دو جہتیں نکل نہیں سکتیں - کیونکہ وہاں سوائے ذات کے کوئی چیز نہیں حتیٰ کہ صفات بھی عین ذات ہیں -

(۲) صفاتِ زائدہ کمال ہونگی - اگر کمال نہ ہوں تو نفی اُن کی واجب سے واجب ہے اس لئے کہ تنزیہ واجب تعالےٰ کے نقصان سے واجب ہے - اور اگر کمال ہوں تو واجب تعالےٰ کا استکمال بالغیر لازم آئیگا - اور وہ موجب نقصان ذاتی ہے - جو محال ہے - مثلاً اگر حق تعالےٰ صفتِ قدرت میں تاثیر کرے تو وہ اگر قدرت و اختیار سے ہو تو تسلسل لازم آئیگا - اس لئے کہ اس قدرت کے لئے ایک اور قدرت کی ضرورت ہوگی - یہاں تک کہ سلسلہ منقطع نہ ہوگا اور اس صورت میں حدوث صفتِ قدرت کا بھی لازم آئیگا - کیونکہ جو چیز اختیار سے صادر ہو وہ حادث ہوگی اور اگر تاثیر صفت مذکورہ میں بالایجاب ہو تو ثابت ہوگا کہ ایجاب نقصان نہیں - اس صورت میں جائز ہے کہ بعض مصنوعات کا صدور بالایجاب ہو - جیسے عقل اوّل - پھر ایجاب صفات کا کمال ہونا اور غیر صفات کا نقصان ہونا قرینِ قیاس نہیں -

افاضۂ وجود ممکنات بھی کمال ہے تو چاہئے کہ وہ بھی مثل صفات لازم ذات ہو -

(۳) صفات واجب تعالےٰ کے اگر حادث ہوں تو قیام حوادث کا ذات واجب میں اور خلو ذات کا علم و قدرت وغیرہ سے ازل میں اور صادر ہونا اُن کا بقصد و اختیار بالشرائط حادثہ لازم آئیگا - اور یہ سب امور باطل ہیں - اور اگر قدیم ہوں تو تعدد قُدما لازم آئیگا - کیونکہ یہاں بکثرت صفات مانی جاتی ہیں -

(۴) اگر صفاتِ قدیم ہوں تو قیام معنی بالمعنی لازم ہوگا - اس لئے کہ قدیم باقی ہے - بالضرورۃ - اور متکلمین کے نزدیک بقا صفت زائدہ ہے - جو کسی چیز کے ساتھ قائم ہوتی ہے -

(۵) عالمیت و قادریت بھی حق تعالےٰ کے لئے واجب ہیں - اور اُن کا وجود علم و قدرت کے بغیر نہیں ہو سکتا جس سے لازم آتا ہے کہ وہ غیر کے محتاج ہیں - حالانکہ حق تعالےٰ اپنی کسی صفت میں غیر کا محتاج نہیں -

(۶) اگر واجب تعالےٰ کی ذات کے ساتھ صفات قائم ہوں تو حقیقتِ الٰہیہ ذات و صفات سے مرکب ہوگی - اور ہر مرکب ممکن ہوتا ہے - اس لئے کہ وہ اجزا کا محتاج ہوتا ہے - پس واجب مستجمع جمیع صفات نہیں ہو سکتا -

(۷) منجملہ اوصافِ الٰہیہ قدم ایک ایسی خاص صفت ہے کہ دوسرے میں نہیں پائی جاتی - اس لئے کہ ذات کو تمام اشیاء سے ممتاز کرنے والی یہی صفت ہے - اگر جملہ صفات ذات کے ساتھ قدم میں شریک ہوں تو اُلوہیت میں شریک ہونگے جس سے تعددِ الٰہ لازم آتا ہے -

(۸) قیام صفت بالموصوف سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ صفت بہ تبعیت موصوف حیّز میں ہو - حالانکہ تحیز حق تعالےٰ کے لئے محال ہے -

فی الجملہ مندرجۂ بالا ہشتگانہ دلائل پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر واجب تعالےٰ کو واحد حقیقی بسیط وجود تسلیم کر لیا جائے تو ضرور ہے کہ اُس کی صفات سے بھی قطعی انکار کر کے اس کو نرگن تسلیم کیا جائے - کیونکہ اگر ہمارا عقیدہ یہ ہو کہ صفات ثبوتیہ حقیقیہ زائد بر ذات باری تعالےٰ ہیں - یعنی صفات از قبیل اعراض وجوباً ازلاً ابداً ذات تعالیٰ کے ساتھ متحقق ہیں اور با بیاء عقلیہ ذات و صفات دونوں ممتاز ہیں جن پر کمالِ ذاتِ خدا منحصر ہے" تو یہ منافی ذات واحد بسیط واجب تعالےٰ ہے - اس لئے کہ ضرور ہے کہ وہ ذات جو بسیط مجرد واحد حقیقی ہوگی - تو وہ ہر نوع کی کثرت سے خواہ کثرت حقیقی ہو یا اضافی یا وہمی یا عقلی یا انتزاعی یا فرضی مبرا ہوگی - کیونکہ بقول حکمای فلسفہ صفات زائدہ بر ذات یا تو واجب ہونگے یا ممکن - اگر واجب تسلیم کئے جائیں تو بجز لفظی تکرار ذات و صفات کے تعدد قدما بالذات فی الواقع ثابت ہے اور ان کا محتاج بالغیر ہونا اور پھر صفات سے تعبیر کرنا محض سفسطہ ہے - کیونکہ ظاہر ہے کہ صفات اپنی تحقیق میں محتاج محل غیر ہوتے ہیں - پس جو محتاج ہیں اُن کو واجب کہنا ہی جہالت ہے - پس بہر حال

تعددِ قدماء بالذات کا قائل ہونا لازمی امر ہے اور اگر صفات زائدہ ممکن فرض کئے جائیں تو اولاً علت اُس کی ذات واجب تعالیٰ ہوگی۔ لہذا فاعل اور قابل وہی ذات واجب ہوگی اور یوں جہت فعل و قبول سے جو باہم غیر ہیں۔ ترکیب ذات واجب کو لازم ہوگی اور اگر صفات کی علت ذات بغیر واجب ہوگی تو استکمال بالغیر لازم آئیگا۔ و نیز تعددِ قدماء بالذات ثابت ہوگا پس یہ امر بھی محال ہے۔ اور اگر وہ غیر ممکن ہوگا تو بالضرور معلول واجب ہوگا۔ اور ذات واجب اپنی صفات ثبوتیہ حقیقیہ میں محتاج اپنی معلول کی ہوگی۔ یہ امر صریحاً باطل ہے۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ معلول واجب علت صفات وجودی واجب کے ہو اور اگر صفات بالایجاب عارض ولازم ہوں تو ذات باری تعالےٰ فاعل مضطر و مقسور و مقہور غیر ثابت ہوگی۔ اس لئے کہ بلا علت غائی فعل عبث ہوتا ہے۔ جس کا وجود عالم میں محال ہے۔ خدا قادر مطلق اور فاعل مختار تسلیم کیا جاتا ہے اور جو فاعل مختار ہوتا ہے وہ ترک و فعل دونوں پر قدرت رکھتا ہے۔ لیکن علت موجبہ سے یہ امر دشوار ہے۔ اور نیز لازم ہے کہ جمیع موجودات عالم قدیم ہوں اور عالم میں ارادہ و اختیار کا نام و نشان نہ پایا جائے اور نیز اقتضا و مجبوری علت کرجاتا ہے لہذا فعل واجب کی علت غیر ہوگا یا تسلسل لازم آئیگا۔ لیکن تسلسل باطل ہے۔ غرضیکہ غیر علت فاعل مختار ثابت ہوگی۔ اور ذات فاعل مضطر محتاج ثابت ہوگی۔ پس ہر نوع سے ثابت ہے کہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی صفت ثبوتیہ حقیقیہ زائد بر ذات واجب ثابت ہو۔

(باقی باقی)

نورافشاں کو قلمی امداد سے ہرگز فراموش نہ کیجئے +

مسیحی شخصیت کا نمونہ

ہمارے انسپکٹر کوآپریٹو بنک ڈاکٹر ڈانی ایل بسول صاحب ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ اور ذی عزت مسیحی نوجوان ہیں۔ ان کی سب حرکات و خصائل سے یہی آشکارا ہوتا ہے کہ دنیا بھر میں کوئی متنفس ان جیسا زندہ دل نہیں ہے۔ چونکہ بہت دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جب لوگ انہیں ملنے آتے ہیں تو اُن کا دل ذرا بھی نہیں اُکتاتا۔ بلکہ ہر ایک کے آنے پر خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ اُن کا ایسا اختلاط ہے کہ آئے دن اُن کے ہاں دوستوں اور ملنے والوں کا مجمع رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھانے کی فرصت بمشکل ملتی ہے۔ اُنکی گفتگو میں ایسا مقناطیسی اثر ہے کہ ہر ایک قاطبتہً زیکسان ہوجاتا ہے۔ یہ واجب اللہ دعا ہے کہ ایسے مستجمع الصفات کو خدا تعالےٰ ابھی برکتوں سے نہال کرتا ہے۔ اُن پر خداوند کی ایسی بخشش کہ جس طرح وہ اپنے دولت خانہ پر رئیس البیت ہیں اسی طرح یہاں پر بھی سب کے سب اپنے مشورات میں اُن کی صوابدید کے خواہاں ہیں۔ بجز جانب اُن کا دل ایسا ہے کہ اگر کسی شخص کو عسرت و وبال میں مبتلا پاتے ہیں تو اُسکی حامی بھرتے ہیں۔ اور بہرکیف اُس کے اعوان و انصار ہوتے ہیں۔ ایک خاص بات اُن میں عموماً دیکھنے میں آتی ہے کہ اگر کوئی بھی سوالی اُن کے در پر آکھڑا ہوتا ہے تو اُس کی خواہش کے مطابق آرزو برلاتے ہیں۔ نیز موجودہ علم و ہنر میں اعلےٰ قابلیت رکھتے ہیں اور اپنے کام کو کمال ہوشیاری سے سرانجام دے رہے ہیں۔

علاوہ ازیں ڈاکٹری میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور حال ہی میں اُنہوں نے ایم۔ بی (ہومیو) کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا ہے۔ آپ مسیحی ہمدردی۔ ملنساری۔ خوش خُلقی اور خوش طبعی کا ایک اعلےٰ نمونہ ہیں۔

علاوہ دنیوی خدمات کے آپ دینی معاملات میں کافی سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

اُن کی باقیات الصالحات کو مدِنظر رکھکر بندہ دعاگو ہے کہ ایسے جمیل المناقب انسپکٹر صاحب بہادر کا اشراق و براق اختر اس سے بھی زیادہ بلند ہو۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار۔ ایس۔ کے۔ جان

موضع سونیا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

قابل توجہ

کانپور میں جمعرات کے روز ۲۴ اگست کی صبح کے ۸ بجے کرائسٹ چرچ کالج میں یو۔پی کے مسیحیوں کی متحدہ تعلیمی کانفرنس کے اجلاس شروع ہونگے ان اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ یو۔پی کے مسیحیوں کی تعلیم کا دائمی اور تسلی بخش انتظام کیا جائے۔

جو مسیحی تعلیمی کام میں مصروف ہیں۔ اُن سے کانفرنس مذکور کی ممبری کی قوی امید کی گئی ہے۔ وہ اُس کی ممبری کے لئے مبلغ ؏ روپیہ سالانہ خزانچی پادری جے۔ ایچ ایلن صاحب اعظم گڈھ کے پاس روانہ فرمائیں۔ اس یونین کی طرف سے کرسچن ایجوکیشن نام کا سہ ماہی رسالہ بھی جاری ہے جس کا سالانہ چندہ دو روپیہ ہے۔

آپ کو کرسچن ایجوکیشنل یونین کے جلسہ خاص کانپور میں شریک ہونیکی دعوت دیجاتی ہے۔ اگر تشریف لانا منظور ہو تو مہربانی سے اپنی تشریف آوری کی اطلاع پادری کینن بی۔ ایچ۔ پی فنشر۔ ایس پی۔ جی کانپور کو دیں۔ اگر آپ کانپور کے جلسوں میں شریک ہونا چاہیں تو آپ کو ۱۵ جولائی سے پیشتر ایجنڈا دیدیا جائیگا۔

المشتہر جیمس سی۔ میز سے آنریری سکریٹری

دیہاتی مسیحیوں کی موجودہ حالت

دیہاتی مسیحیوں کی حالت پر غور و فکر سے چرخی عقل چکر کھاتی ہے۔ زبان بیان کے وقت کانپتی اور تھرتھراتی ہے قلم بے حس و حرکت ہو جاتی ہے دراصل "اُن پڑا آسمان سے اترا تو کھجور پہ اٹکا" کی مثال خوب صادق آتی ہے۔ خواندہ مسیحی سمجھ چکے ہیں۔ کہ تمام مسیحی ترقی کر چکے ہیں۔ وہ اس طرف خیال کرنا خلافِ عزت سمجھتے ہیں۔ لیکن بعض خدا ترس عیسائی سعی بلیغ کر رہے ہیں کہ ہمارے دیہاتی بھائی روز افزوں ترقی پذیر ہوں

غریبی زناداری ترقی کی سبیل میں سنگِ گراں ہے جسکو اُٹھا کر الگ کرنا تو درکنار سر کا ابھی چھاتی پر مونگ دلتا ہے۔ یہی ایک وجہ ہے جس سے وہ ہر وقت سرگردان و پریشان رہتے ہیں اور دیگر اقوام اُن کو نیم پاگل کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ سچ ہے "جس کے گھر دانے اُس کے کملے بھی سیانے"؛ جنکو آٹھوں پہر فکرِ معاش دامنگیر ہو۔ اور کمانے دھانے کی دھن دل میں سمائی ہو کھاتے سوتے۔ اُٹھتے بیٹھتے اسی خیال میں مگن ہوں تو کیسے ممکن ہے کہ وہ دوسری باتوں پر فکر و غور کریں۔ زمینداروں کو پروردگار سمجھے بیٹھے ہیں۔ اُن کے ہاتھ یہاں تک بکے ہوئے ہیں کہ دن رات اُن کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے ہیں۔ غلامی کے پنجرے میں مقید جانور کی طرح پڑے تڑپتے ہیں۔ اُن کا دانہ پانی بھی مالک پر منحصر ہے۔ جس وقت ملا شکر کیا اور کھا لیا۔ فراغت ملی تو آرام کر لیا۔ زمیندار بھی کمینے سمجھ کر بنظرِ حقارت دیکھتے ہیں۔ اور دیکھیں کیوں نہ۔ نہ زمین ہے۔ نہ ملکیت نہ دھن ہے نہ دولت۔

زمین ہے تو زمیندار کی۔ مکان ہے تو انہیں کا اگر کوئی عیسائی دو سو روپیہ مکان پر صرف کرے اور جگہ تبدیل کرے تو کیا مجال مکان کی چھت بھی فروخت کر سکے۔ اور اگر کسی دن نمبردار کے کام کرنے سے چون و چرا ہوئی تو فوراً بستر اگول کرنے کا حکم صادر ہوا۔ متواتر مہینہ بھر کام کیا۔ سو سو خوشامدیں کیں۔ ہاتھ جوڑے۔ ناک سے لکیریں نکالیں تب کہیں خدا خدا کر کے دوبارہ گاؤں میں رہنے کی اجازت حاصل کی۔ اگر کوئی دیہاتی مسیحیوں سے استفسار کرے کہ جناب آپ کی ملکیت تو آپ چھٹتے ہی جواب دینگے کہ حضور میرے سیپی کے ہل چلتے ہیں اور بفضلِ خدا دو گھوڑیاں ہیں۔ ماشاءاللہ "سوال گندم اور جواب جو" سیپی کی ملکیت پر فاخر ہیں۔ اُن کے رنج کو رنج اور خوشی کو خوشی جانتے ہیں۔ اور جب فصل پک کر تیار ہوتی ہے تو مارے خوشی کے اُن کی باچھیں کھلجاتی ہیں فصل کو نہایت دیانتداری سے سنبھالتے ہیں شب و روز کام میں کاٹتے ہیں۔ راتیں کھلواڑوں میں کالیاں کرتے ہیں۔ جب لینے کا وقت آتا ہے تو دس قدم ہٹ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ دعا پر دعا دیتے ہیں کہ زمیندار کا کہیں دل نرم ہو اور ہمیں بھی کچھ ملے لیکن "اگر سچّر کورے جندے، تے گدڑ کھا جاندے"۔ وہ بھی زیادہ فصل دیکھ کر دینے سے جی چُراتے ہیں اور کم سے کم دینے کی ٹھہراتے ہیں اور اسی طرح سے محنت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اور بجائے دعاؤں کے اُن پر تبرے بھیجتے۔ گھر جاتے ہیں تو بیوی کی گت بناتے ہیں آخر "ملا کی دوڑ مسجد تک" علاقہ کے پادری کے پاس جاتے منت و سماجت کرتے اور بصد مشکل زمیندار سے اپنا حق پاتے ہیں۔ سچ ہے "قہرِ درویش بر جانِ درویش"۔ دشمنی ہو جانے کے ڈر سے پھر اُن میں شیر و شکر ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ اُن کی تمام عمر ناک رگڑتے رگڑتے گذر جاتی ہے۔ اور اسی طرح مسیحی نوجوانوں کی زندگی مالکوں کے بے جا رعب و داب سے بدمزگی میں گذر جاتی ہے ؎

سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں
زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہاں

۲۔ مسیحیوں میں دو رنگی پائی جاتی ہے

دیہاتی عیسائیوں کی حالت اس مسافر کی طرح ہے۔ جو دو کشتیوں کا سوار ہے جس کو ذرا مضبوط دیکھا اسی پر پل پڑے۔ جب وہ لہر سے دور ہوئی تو دوسری کی طرف جھک گئے۔ سب اس کے نتیجے سے آگاہ ہیں کہ وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں ایک بچاؤ کی صورت ہے۔ اگر خدا کی رحمت کی ہوا موافق آئی تو کشتی پہ گر پڑے اور منزلِ مقصود تک پہنچ گئے اسی طرح لوگ نام کے مسیحی ہیں۔ لیکن گاؤں کے بڑے مذہب کی راہ و رسم پر چلتے ہیں۔

اُن کی تعداد آٹے میں نمک کی مثال ہے۔ اگر گاؤں میں مسلمان زیادہ ہونگے تو یہ لوگ اُن کی پیروی کرینگے۔ اُن کی عید و تہوار پر چلینگے اور اگر ہندو زیادہ ہونگے تو اُن کے دنوں کو مانیا سمجھینگے۔

اُن کی دو دلی اس بات پر مبنی ہے کہ ہم ہر دلعزیز ہو جائیں اگر عیسائیوں کی جماعت میں ہوتے ہیں۔ تو اُن کے ساتھ گرجے جاتے۔ چندہ چندہ دکھا دکھا کر دیتے ہیں۔ اور متقی و پرہیزگاروں کی صورت بناتے ہیں۔ جب بت پرستوں میں ملتے ہیں تو اُن سے پورا تعلق جتاتے ہیں وہ مسیحیوں میں مسیحی اور غیر مسیحیوں میں غیر مسیحی بنجاتے ہیں۔ لیکن "دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا"۔ وہی رسوم قبیحہ اور دیرینہ جہالتوں کی زنجیر شکستہ میں مقید رہتے ہیں۔

۳۔ مسیحی لوگ گھر چھوڑ کر باہر زندگی گذارنا موزوں نہیں جانتے وہ اُسی پرانی لکیر کو پیٹتے ہیں کہ "گھر کی آدھی باہر کی ساری" سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر ان کو کہا جائے کہ تم کام کرنیوالے لوگ ہو جہاں کم خرچ اور زیادہ آمدنی ہو وہاں جا کر کام کرنا چاہئے۔ کیونکہ

وہاں معاش بآسانی میسر ہو جاتی ہے۔ محنت بھی عرق فشاں کرنی نہیں پڑتی ہے۔ عزت و توقیر بھی ہوتی ہے۔ تو یہ جواب اُن کے نوک بر زباں ہے کہ باپ دادا اسی چار دیواری میں راہی ملکِ عدم ہوئے ہم کیوں گھر چھوڑیں۔

۴۔ مسیحی لوگوں کو تحصیل علم کی جانب راغب کرنا چاہئے۔

یہ بڑا سبب ہے کہ ہمارے دیہاتی بھائی ناخواندہ ہیں اور قسمت کے قائل ہیں۔ اُن کی جسمانی و روحانی آنکھیں بے بصیرت و بے بصارت ہیں۔ نہ دنیا کی خبر نہ عقبیٰ سے واقف "ایہہ جہان مٹھا تے اگلا کن ڈٹھا" کو دل میں لئے بیٹھے ہیں۔ اگر وہ پڑھے ہوئے ہوں تو اخبار بینی سے اُن کی رگِ حمیت بھی جوش زن ہو تو وہ اپنی موجودہ حالت کو ترک کرنے اور ترقی کی طرف قدم مارنے کی کوشش کریں اور کلام الٰہی سے واقفیت حاصل کریں۔ کیونکہ "بے علم نتواں خدا را شناخت"۔ ان دنوں بعض اپنے بچوں کو پڑھانے سے لرزاں و ترساں ہیں۔ اگر اُن کو بچے سکول میں داخل کرانے کے لئے کہا جاوے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ پڑھے ہوئے بھی سکول سے واپس کئے جاتے اور آوارہ گردی کی سند سے مستند کئے جاتے ہیں تو ہم کہاں بھیجیں۔ نوکری تو ہمارے سر پہ ہے۔ ہمیں تعلیم سے کیا حاصل۔ دراصل وہ تعلیم کے مقاصد سے بے بہرہ و انجان ہیں۔ اور تعلیم کو محض اسباب معاش سمجھتے ہیں۔

اے کاش یہ لوگ اس بھید۔ راز و بہتری کو سمجھیں اور آثار نمایاں ہوں۔

الٰہ دیا لچند

ٹیکسلا

گذشتہ سال ایک دوست ملیریا سے بیمار تھے جنکو ہسپتال جانا پڑا۔ چونکہ وہ بہت کمزور اور ناتواں ہو گئے تھے۔ لہٰذا احقر اُن کو وہاں چھوڑنے کے لئے گیا۔ یہاں کی آب و ہوا بیماروں کے لئے خاص طور سے مفید ہے۔ اس لئے امریکن یو۔ پی۔ مشن نے ایک عظیم الشان ہسپتال بنایا ہے۔ جہاں دو ڈاکٹر جو علم طب اور جراحی میں بڑے ماہر ہیں رکھے گئے ہیں۔ خدا نے اُن کے ہاتھوں میں شفا اور صحت یابی جیسی کی نعمت دی ہے۔ دُور دُور سے مریض یہاں جاتے ہیں اور صحت حاصل کر کے اپنے اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ ہر روز طرح طرح کے اپریشن کئے جاتے ہیں۔ کئی اندھے پھر دنیا و مافیہا کی خوبصورت اور دلکش چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ لنگڑے ٹانگیں حاصل کر کے دوڑوں میں شریک ہوتے ہیں بہرے وہاں جا کر سننے سے بے بہرہ نہیں رہ سکتے۔ اسہال اور پیچش کا علاج منٹوں میں کیا جاتا ہے۔ بڑی بڑی سخت بیماریاں جن سے بھارت کے پوت اور سپوت ملک عدم کو جا رہے ہیں کا علاج نہایت ہوشیاری سے کیا جا رہا ہے۔ غرضیکہ کونسی بیماری ہے جس کی دوا اس جگہ نہیں ہوتی۔

اپنے دوست کو وہاں چھوڑ کر بندہ واپس آ گیا اور کوئی ایک ماہ کے بعد پھر وہاں جانے کا اتفاق ہوا دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹیکسلا جو تاریخ ہند میں بہت مشہور ہے کی سیر کرنی چاہئے۔ ٹانگے میں سوار ہو کر ٹیکسلا پہنچے (یہ وہ جگہ ہے جو تاریخ ہند سے متعلق ہے) راستہ پہاڑی ہے۔ اگرچہ مقام اُونچا ہے تو وہاں سے وہ نیچا۔

اونچے اونچے پہاڑ چاروں طرف کھڑے ہیں عین ٹیکسلا کے سامنے ایک سڑک ہے جو کالی مرچ کے چھوٹے چھوٹے درختوں سے سجائی گئی ہے بہیا گذر گئیں۔ جب ٹیکسلا ایک بڑا مشہور تھا۔ لاہور۔ دہلی۔ کلکتہ اور بمبئی کی نسبت کسی کو خیال تک نہ آیا تھا کہ اس کی بربادی کے بعد مشہور ہونگے۔

یہ شہر بارہ مربع میل کے رقبے میں واقع تھا اور دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان کی زمین کا صدر مقام تھا۔ واقعی یہ جگہ ایک بڑے بھاری صوبے یا ملک کے دار الخلافہ ہونے کے قابل تھی۔ کیونکہ یہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ تھی۔ چونکہ چاروں طرف بلند پہاڑ کھڑے تھے۔ لہٰذا دشمن کا خطرہ اور اندیشہ نہ تھا صرف یہاں سکونت کرنے والے اس جگہ کے نشیب و فراز سے واقف ہو سکتے تھے۔ پاس ایک دریا بہتا تھا اور اس دریا کا نظارہ تھکے ماندے شخصوں کو تازگی بخشتا تھا۔ نیز جو شاہراہ وسط ایشیا سے ہند میں آتی تھیں وہ یہاں سے گذرتی تھیں لہٰذا تجارت کے لئے خاص طور سے مشہور تھا۔ محکمہ آثار قدیمہ نے جو کھنڈرات زمین کو کھود کر نکالے ہیں۔ وہ اس کی گذشتہ شان و شوکت پہ کافی روشنی ڈالتے ہیں۔ بھلا ہو لارڈ کرزن کا جس نے اس محکمے کو ہندوستان میں شروع کیا۔

یہاں بادشاہ کا ایک بڑا بھاری دربار ہے جس میں بادشاہ ہر روز نہایت کروفر سے جلوس فرمایا کرتا تھا۔ شاہی مسند زمین سے بہت اونچی ہے مسند کے سامنے فریادیوں کے بیٹھنے کے لئے کافی جگہ ہے جو ایک مربع کی شکل میں ہے۔ اس دربار کے دائیں طرف شاہی محلات ہیں۔ شاہی کمروں کے وسط میں ایک وسیع ہال ہے۔ غسلخانہ۔ باورچی خانہ۔ طعام نوش فرمانے کا کمرہ سب الگ الگ ہیں۔ نگہبان نے بتایا کہ ابھی تمام محلات کھودے نہیں گئے۔ امید ہے کہ جب پھر کھدائی ہوگی تو باقی محلات بھی زمین سے نکلیں گے۔ دربار کے بائیں طرف

بادشاہ اور درباریوں کے لئے عبادت کی جگہ تھی جہاں ہزاروں بت ہیں۔ ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم بادشاہ بہت بت پرست تھے۔ ایک مسلمان شخص بھی ساتھ تھا۔ جس نے فرمایا۔ خداوند کریم نے ٹیکسلا کو اس لئے نیست و نابود کیا تھا کہ یہاں بُت پرستی بہت ہوتی تھی۔ یہاں پہاڑ پر اُترنے اور چڑھنے سے بہت چور ہو گئے۔ لیکن باقی شہر کو دیکھنے کا شوق آرام کرنے نہیں دیتا تھا۔

ایک اور جگہ جو تناسہ اس جگہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی دیکھی۔ یہاں بھی ایک بڑا بھاری مندر تھا۔ جو بتوں سے معمور تھا۔ کئی بتوں کے منہ ناک اور کان ٹوٹ گئے تھے۔ لیکن دوسرے بعض جوں کے توں تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید آج مکمل ہوئے ہیں۔ اس جگہ کے سامنے ہی کوئی ایک میل کے فاصلے پر ایک اور کچہری دیکھی۔ خیال ہے کہ یہ کسی گورنر یا وائسرائے کی کچہری تھی۔ یہ کورٹ بھی نہایت کشادہ ہے۔ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ٹیکسلا کا شہر واقع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شہر نہایت خوبصورت اور عظیم الشان تھا۔ وسط میں یونیورسٹی ہال کی جگہ ہے۔ جہاں دور دور سے طلبا تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آیا کرتے تھے۔ قابل اور لائق پروفیسر لیکچر دیا کرتے تھے۔ غرضیکہ یہ یونیورسٹی اپنی آپ مثال تھی۔ وید وں کی تعلیم نہایت وسیع پیمانے پر دی جاتی تھی۔ شہر کے بائیں طرف چھاؤنی تھی۔ جہاں ہاتھی رسالہ رتھ اور پیادہ فوج رہا کرتی تھی۔

۲۴ جون ۱۹۲۵ء کو پھر ایک دفعہ وہاں جانے کا موقعہ ملا اور ٹیکسلا میوزیم کو دیکھا۔ سنا گیا ہے ٹیکسلا سے جو عمدہ اور اعلےٰ اشیاء برآمد ہوتی ہیں۔ وہ لندن کے میوزیم میں پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ میوزیم دو کمروں پر مشتمل ہے۔ تمام چیزیں ہوشیاری اور سلیقے سے رکھی گئی ہیں۔ پیتل۔ سونے۔ چاندی پتھر۔ لوہے کی چیزیں علیحدہ علیحدہ ترتیب دی گئی ہیں۔ پُرانے سکے جنکی تصاویر دسنٹے سمتھ کی تاریخ میں دیکھتے تھے۔ آنکھوں سے دیکھیں۔ ایک جوہری کی پوری کی پوری دکان وہاں رکھی گئی ہے۔ جس میں بہت سے ہیرے۔ جواہرات۔ الماس اور طرح طرح کے موتی دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے بت ہیں۔ پُرانے زمانے کے برتن بھی ہیں جنکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں ہندوستان ترقی اور عروج کے آسمان کا چمکدار ستارہ تھا۔

ناظرین ٹیکسلا کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے امصار و دیار اپنے اپنے وقت میں مشہور و معروف رہ چکے ہیں۔ لیکن آج اُن کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ ہمارے زمانہ کے شہر بھی جلد فناہ ہو جائینگے۔ ہماری ہستیاں جن پر ہم کو ناز ہے فانی ہیں۔ اس دنیا کی زیبائش اور خوبصورتی جو محض سراب اور دھوکا ہے۔ چند روزہ ہمیں صرف اُسی خالق اور مالک کو یاد کرنا چاہئے جسکی ذات کے یہ سب کرشمے ہیں۔ سیموایل جیکب۔

ضرورت

ایک مسیحی نوجوان جے۔ اے۔ وی کی متھوڈسٹ مشن سکول رائے ونڈ میں ضرورت ہے۔ سکول رنیڈینشل طریقے پر کام کر رہا ہے۔ لہذا درخواست کنندہ سے جملہ فرائض کی ادائیگی کی توقع کی جائیگی۔ نیز درخواست کنندہ شادی شدہ فرد ہو۔

درخواست کنندہ صاف طور پر لکھدے کہ وہ کیا تنخواہ طلب کریگا۔ جملہ درخواستیں بمعہ سرٹیفکیٹ چال چلن اور نیک نامی ہیڈ ماسٹر صاحب مشن سکول رائے ونڈ کے نام پر آنی چاہئیں۔

خبریں

برلن کے اخبارات مورگن پوسٹ کا بیان ہے کہ حال ہی میں پرنس آسکر آف پرشیا نے جنگ زلمین کی دوسو پچاسویں سالگرہ منانے کے لئے مختلف قوم پرست جماعتوں کی پریڈ کرائی تھی۔ اس موقعہ پر سابق قیصر جرمنی کا ایک برقی پیغام موصول ہوا تھا جو حسب ذیل تھا۔

راعی و رعایا کے راسخانہ اتحاد اور حب وطن نے برانڈنبرگ اور پرشیا کی عظمت کی بنیاد رکھی تھی۔ صرف قدیم پروشیائی خصلتوں کو اختیار کر کے ہم توہمات اور غلامی سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ برانڈنبرگ کے تمام دشمن سپرد خاک ہوں۔

(بندے ماترم)

امرتسر میں ۲۱ جولائی۔ چار دن کے آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس ختم ہو رہے ہیں۔ کانفرنس کی کارروائی کو سخت پردہ راز میں رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اُسے محض مشاورتی کانفرنس تلایا گیا۔ ان تین دنوں میں تین ریزولیوشنوں پر بحث ہوتی رہی۔ پہلا ریزولیوشن مسلم تنظیم کے کام کو آگے لیجانے کے لئے ایک علیحدہ آل انڈیا باڈی قائم کرنے کے متعلق تھا۔ کہ جو باڈی تبلیغ کا کام بھی کریگی۔ یہ نئی انجمن قائم کرنے کے لئے ۲۶ ممبران کی ایک عارضی کمیٹی بنائی گئی۔ جس کے صدر سر رحیم بخش اور سیکرٹری ڈاکٹر کچلیو ہونگے۔

دوسرے ریزولیوشن میں اس کمیٹی کو تنظیم کے پروگرام پر عملدرآمد کے لئے قواعد و ضوابط بنانے کا اختیار دیا گیا۔

تیسرے ریزولیوشن میں گورنمنٹ کی اس پالیسی

پر اظہار افسوس کیا گیا۔ کہ جس کی رو سے مویلاؤں کو
انڈمین بھیجا جا رہا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ حجاز کے متعلق ابن مسعود اور
امیر علی کے نمائندہ وفود بھی کانفرنس کے سامنے
پیش ہوئے۔ لیکن کوئی تسلی بخش فیصلہ نہ ہو سکا۔

(۔۔)

لزبن ۲ جولائی۔ تمام انقلاب پسندوں نے
آج صبح بہت دیر تک گولی چلنے کے بعد ہتھیار ڈال
دیئے۔ تمام ملک میں مارشل لا جاری کر دیا گیا ہے۔
گورنمنٹ نے وا۔کوڈی گاما نامی جہاز پر گولا باری
کرنے کی دھمکی دی۔ اس کے بعد دو دیر جہاز نے
غیر مشروط طور پر اطاعت قبول کر لی۔

(۔۔)

کاٹھیاواڑ کے ایک فوجی رسالدار کو اپنی
مونچھیں بڑھانے کا بڑا شوق ہے۔ اس وقت
اس کی مونچھیں دنیا میں سب سے لمبی ہیں۔ کہتے
ہیں کہ اس کی مونچھوں کی لمبائی ۲½ فٹ یا قریباً
ایک گز ہے۔

(۔۔)

لنڈن ۱۰ جولائی۔ پولیس ایک شخص مسمی
گلکسین کی تلاش میں مصروف ہے۔ جس کی بابت بیان
کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو لارڈ ریڈنگ
کا آدمی بتا کر لنڈن کے سوداگروں سے بہت سا
سامان لیا ہے۔

(۔۔)

لنڈن ۷ جولائی۔ ٹائمز کے نامہ نگار مقیم پیرس
کا بیان ہے کہ رواٹ کے مراسلات مورخہ ۳۰
جون میں مرقوم ہے کہ مراکش میں ۱۲۰۳ اشخاص
مقتول ہوئے اور ۲۷۷۵ مجروح۔

(۔۔)

رائے صاحب پیارے لال ممبر لیجسلیٹو اسمبلی
کے آئندہ اجلاس میں ایک ریزولیوشن پیش
کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ تمام پولیٹیکل قیدیوں
کو رہا کر دیا جائے۔

(۔۔)

مراد آباد ۱۸ جولائی۔ ایک پنجابی ریلوے
گارڈ بابو ٹھاکر داس کو ایک لیڈی مینیجر کی شکایت
پر کہ اس نے اُس کی توہین کی تھی گرفتار کر لیا
گیا ہے

(۔۔)

لکھنؤ ۱۲ جولائی۔ ۱۰ اگست کو کانپور کانگرس
کی استقبالیہ کمیٹی کی ایک میٹنگ مارواڑی ودیالہ
میں چیرمین اور دیگر عہدہ داران کے انتخاب کے
لئے ہوگی۔ علاوہ ازیں اگزیکٹو کمیٹی اور سب کمیٹیاں
بھی بنائی جائینگی۔

(۔۔)

کلکتہ ۱۸ جولائی۔ سوت کاتنے کی شرط پر
بحث کرتے ہوئے یہ سوال اُٹھایا گیا کہ آیا گاندھی
داس نہرو معاہدہ سفارش کے طور پر تھا یا لازمی
ڈاکٹر مونجے اور صوبہ متوسط کے دوسرے ممبروں
کی رائے تھی کہ یہ سفارش کے طور پر تھا۔ لیکن جلسہ
کی اکثریت اس کے خلاف رائے رکھتی تھی۔

(۔۔)

کلکتہ ۱۲ جولائی۔ انگلشمین کا نامہ نگار پوری
سے لکھتا ہے کہ دریائے مہاندی پھر چڑھ رہا ہے
اور کئی جگہ وہ کئی گاؤں بہا لے گیا۔ جس سے
بالخصوص اضلاع پوری اور کٹک کے ہزارہا
آدمی بے گھر ہو گئے۔ ضلع پوری کے تھانہ برہم گری
کے دیہات میں غیر معمولی تباہی آئی ہے۔ جھیل
چلکا کے ارد گرد دیہاتیوں کی حالت نہایت
قابلِ رحم ہے۔

مہاندی کے سیلاب سے جھیل میں پانی
بہت چڑھ رہا ہے۔ مگر آگے نکاس نہیں۔ گاؤں
والے چاروں طرف سے پانی میں گھر گئے ہیں
جس دن سے پانی بڑھ رہا ہے۔ بہت سے دیہاتی
پہاڑوں میں جا چھپے ہیں۔ جزیرہ پری کوٹ جو
جھیل چلکا میں تھا۔ پانی کے نیچے آ چکا ہے۔
راجہ پری کوٹ نے کلکٹر پوری اور کمشنر کٹک
کو مدد کے لئے تار دیا ہے۔ اگر جلد کچھ انتظام نہ
کیا گیا تو خطرہ ہے کہ بہت سے گاؤں جھیل کے
باعث بہہ جائیں اور ہزاروں آدمی بے گھر بے در
ہو جائینگے۔

(۔۔)

مالابار کی اچھوت اقوام میں سورن ہندوؤں
کی بد سلوکی کی وجہ سے تبدیل مذہب کا رجحان ترقی
پذیر ہے۔ ۹ ماہ کے عرصہ میں ۲۷۴ خاندان عیسائی
ہو چکے ہیں۔ اور بہت سے دوسرے خاندانوں
نے بدھ مذہب قبول کر لیا ہے

(۔۔)

مسٹر ماتلز آبکاری سب انسپکٹر کے لڑکے
ماسٹر مائیلز کے خلاف سیٹھ نار دمل اور اس کے ملازم
نے حملہ کرنے اور بیدوں سے پیٹنے کے الزامات پر
استغاثہ دائر کر دیا ہے مسز مائیلز نے اُس کے مقابلہ
میں سیٹھ نار دمل اور دیگر اشخاص کے خلاف ڈسٹرکٹ
مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے سیٹھ نار دمل اور ایک
اور شخص کے خلاف راستہ روکنے اور حملہ کرنے
اور ضربات لگانے اور بلوہ کرنے کے الزامات میں
فرد جرم لگا دی ہے۔

(۔۔)

اور اپنی جناب پاک میں سے آپ کو فرزند، دلبند، دراز عمر، ہمایوں طالع۔ نیک فال۔ نیک صورت، نیک سیرت عطا کرے اور آپ کے شامل حال ہو۔ پیارے خداوند یسوع مسیح کی خاطر آمین ثم آمین۔

آپ کا خاکپا عاجز:۔ غلام حسن غوری

ہیڈ درڈس مشن ہائی اسکول شہر پشاور

سمر سکول سرگودھا

امسال سرگودھا کا سمر بائبل سکول ۲۰ مئی سے ۸ جون تک ہوتا رہا۔ پادری آر۔ ای۔ ایرس نے کارندگان کی بھوک و پیاس محسوس کر کے پادری عبدالحق و پادری برکت مسیح صاحب و ڈاکٹر بہادل صاحب کو عرض کیا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی ضرورت کو ملحوظِ خاطر فرما کر درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور وقت مقررہ پر تشریف آور ہوئے۔ میٹنگوں کے اوقات مندرجہ ذیل تھے:۔

پہلی میٹنگ صبح ۷ بجے سے ۸ بجے تک مردوں۔ عورتوں اور بچوں کی ہوا کرتی جس میں پادری برکت مسیح صاحب رومیوں کا خط اور زبور دعا کے ساتھ پڑھاتے اور حاضرین کو مستفیض فرماتے تھے۔

دوسری میٹنگ صبح ۸ بجے سے ۹ بجے تک عورتوں کی ہوا کرتی جو مس ہل صاحبہ کے زیر تعلیم تھی۔ بچوں کی میٹنگ مس وڈ صاحبہ بمعہ مسز پال صاحبہ لیا کرتی تھیں۔

تیسری میٹنگ مردوں کی ۹ بجے سے ½۱۰ بجے تک پادری آر۔ ای۔ ایرس صاحب لیا کرتے تھے۔ آپ نے افسیوں کا خط عمدہ طرز تعلیم سے پڑھایا۔ مشکلات کی تشریح کی سامعین سے نتیجہ سبق نکلوایا۔ ضروری آیات کو حفظ کرایا۔ جو کچھ آپ بیان کرتے تھے۔ وقت مقررہ میں ہی اُس کا اعادہ کرا کر کاپیوں پر لکھوا دیتے تھے۔

چوتھی میٹنگ ½۴ بجے شام سے ½۵ بجے تک عورتوں۔ مردوں۔ بچوں کی فراہم ہوتی تھی جس میں ڈاکٹر براؤن صاحب لیکچر دیا کرتے تھے۔ آپ کے کچھ لیکچرز انجیل یوحنا سے تھے جس میں آپ نے ثابت کر دیا کہ ایمان اعمال سے مقدم اور اعمال ایمان کا نتیجہ ہے۔ نیز مکاشفہ کی کتاب کے انکشافات بھی سامعین میں تازگی کی رُوح ڈالتے تھے۔

چوتھی میٹنگ ۶ بجے شام سے ۸ بجے تک میونسپل باغ میں ہوا کرتی تھی جس میں پادری عبدالحق صاحب کے لیکچر ہوتے تھے۔ اس میں مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کا بہت ہجوم ہوتا تھا۔ مسیحی نوجوان پہلے طبلے سے زبور گاتے اور پھر دعا کے بعد لیکچر شروع کیا جاتا۔ اگرچہ بعد از لیکچر سوال وجواب کا موقعہ رکھا گیا تھا۔ تاہم سرگودھا کے مولویوں کی اضطرابی قابل بیان نہیں۔ دوران لیکچر میں بڑبڑانا شروع کر دیتے۔ جب ان کے مخل ہونے پر لیکچر کو بند کیا جاتا تو سوال کرنے کی جرأت نہ پاتے۔ آخر ایک عالی ہمت نے بصد مشکل یہ سوال کیا کہ بائبل کی کتابیں ہر ایک کتاب کے مصنف کا نام۔ ہر ایک کتاب کے ابواب وآیات بتادیں۔ آپ کا سوال ہنسی کا گول گپا تھا۔ جسکو سُنکر سامعین کے پیٹ میں بل پڑ گئے۔ سوال کا جواب صدر جلسہ مسٹر سوہن لال صاحب بیرسٹر ایٹ لا نے ایسا دیا کہ دوبارہ سوال در سوال پیدا نہ ہو سکا۔ پانچ چھ یوم کے متواتر لیکچرز نے جب سرگودھا کے مولوی صاحبان کو خاموش کر دیا۔ تو اُنہوں نے تنگ ہو کر مولینا مولوی ثناءاللہ صاحب کو بُلا بھیجا۔ مورخہ ۴ جون کو نجات اور مسیح کی دوبارہ آمد پر مناظرہ ہوتا رہا۔ مولینا مولوی ثناءاللہ صاحب مناظرہ کو مشاعرہ سمجھ بیٹھے تھے۔ اور اشعار پر شرط ہار دینے لگے تھے۔ آپ کی دلائل وبراہین بھی جیسا تک درست تھیں وہ اہل سرگودھا کے صغیر وکبیر پر خوب عیاں ہو چکی ہیں۔ مولینا شیر پنجاب ایک مسیحی بھیڑ سے خوب عاجز ہوئے۔

سمر سکول سرگودھا امسال زیادہ برکت کا باعث ہُوا۔ کیونکہ مسیحی اُستادوں ومناددوں کی پختگی کے علاوہ بشارت کے فرض کو بھی ادا کیا گیا۔ پادری عبدالحق صاحب کے لیکچرز مسیحیوں کی روح کو بیدار کر کے جوش دیتے تھے۔ اور غیر مسیحیوں کے لئے بھی جو بغض۔ حسد۔ کینہ۔ کو بالائے طاق رکھ کر نیک نیتی سے سنتے تھے۔ وہ ضرور فائدہ اُٹھاتے تھے۔ مگر یہ سب اعجاز دعا میں مخفی تھے وقت بشارت عورتیں پادری آر۔ ای۔ ایرس صاحب کی کوٹھی پر مل کر دعا مانگتی تھیں۔ اور ۹ بجے رات کو مردوں کی دعائیہ میٹنگ فراہم رہتی تھی۔

۷ جون اتوار کی صبح کو رسمِ عشاء ربانی ادا کی گئی۔ شام کو ہوم مشن کے لئے فراخدلی سے چندہ دینے کے لئے پادری برکت مسیح صاحب اور ڈاکٹر جیمس صاحب نے مؤثر تقاریر فرمائیں۔

مورخہ ۸ جون کو پادری ایرس صاحب نے اپنے درکرس کو خرچ وکرایہ وغیرہ دیکر الوداع کیا۔

بہادر چند چک نمبر ۹۰ شمال۔

---

۱۲۵ جلدیں مفت

ایک مسیحی دوست نے جو کہ دینی معاملات میں گرمجوش اور غیر تمند ہیں بکمال فیاضی سے کیفیت مباحثہ سیالکوٹ کی ۱۲۵ جلدیں بالکل مفت تقسیم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ لہٰذا ناظرین کرام نور افشاں کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ

(۱) ان خریداران نور افشاں کو جو کہ اپنا چندہ پیشگی ادا کر چکے ہوں۔

(۲) اور ان کی ماہوار آمدنی ۳۵ روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔

یہ ۱۲۵ جلدیں مفت دی جائینگی۔ خواہشمند اصحاب اپنا نمبر خریداری ایک پوسٹکارڈ پر درج کر کے روانہ کر دیں تاکہ منیجر صاحب نور افشاں سے خریداری کی تصدیق ہو سکے۔ ہم اپنی طرف سے محصول لگا کر ایک ایک کاپی بھیج دینگے۔ نیز جن متمول اور کریم النفس مسیحی دوستوں کے دل میں ہمارے سب جسٹرار کی تقلید کے لئے حرکت پیدا ہو۔ وہ مہربانی سے حسب توفیق چندہ ارسال کر دیں اور "کیفیت مباحثہ سیالکوٹ" "ہبوط نسل انسانی" "ازالہ مادہ" "انسان کامل" میں سے جونسی کتاب مفت لینا چاہیں لکھ بھیجیں۔ ہر چھوٹی بڑی رقم شکریہ کے ساتھ قبول کی جائیگی۔ درخواستیں پتہ ذیل پر روانہ کریں

المعلن:۔ ایم کے۔ خان۔ مہاں سنگھ باغ لاہور

اشتہار کتب

بائبل کا الہام۔ موجودہ بے چینی اور اس کا علاج یقین کی بحالی۔ الہام کے بارہ میں مشہور عام خیالات۔ الہام کے متعلق درست خیال کی بندش۔ الہام کے تصورات کی تاریخ۔ خدا نے بائبل کو کس طرح الہام کیا۔ کیا بائبل خطا سے مبرا ہے۔ الہام اور تنقید اعلیٰ صفحہ ۲۱۵ مجلد کپڑا ۱۸ر

بائبل کی حکائتیں حصہ اول۔ پیدایش سے لیکر یعقوب کے مصر میں جانے تک صفحہ ۶۲ ۳ پائی۔

حصہ سوم۔ ایلی اور سموئیل کے احوال سے یروشلم کے دوبارہ آباد ہونے تک صفحہ ۷۶۔ ۳ پائی

دوسرا حصہ غیر مطبوع ہے۔

بائبل کی نقلیں بائبل کی بولی میں معہ نقشہ۔ دوسرا حصہ یعنی عہدنامہ مؤلفہ پادری جے۔ ایف ایلمن صاحب۔ یہ کتاب سکولوں میں کورس کے طور پر بہت استعمال ہوتی ہے۔ صفحہ ۲۰ ۲ر رومن ۶ر

" **پہلا حصہ** یعنی پرانا عہدنامہ اردو ختم ہو چکا ہے۔ رومن اردو ۶ر

بائبل کی تصویریں۔ بڑے سائز کی مسیح کے تمثیلوں اور معجزات کے متعلق تصاویر رنگین۔ ساتھ ہی متعلقہ کلام اللہ کی آیات درج کی گئی ہیں۔ الگ الگ نہیں مل سکتیں۔ یہ ۱۲ تصاویر کا مجموعہ ہے۔ بصورت کتاب عہ رول عہ

بائبل کو کس طرح پڑھنا چاہئے۔ وہ تمام ضروری باتیں اور اصول بیان کئے گئے ہیں۔ جنکو مد نظر رکھ کر بائبل کا مطالعہ کرنے والا بہت زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے صفحہ ۱۲۸ ۳ر

بائبل پڑھنا کیوں ضروری ہے۔ دنیا کے مشہور و معروف اور سربرآوردہ علماء و فضلا کے اقوال سے بائبل کی قدر و منزلت اور اس کے مطالعہ کی ضرورت ثابت کی ہے صفحہ ۳۸۔ ۲ پائی

بائبل شریف کے خاص واقعات کا سلسلہ ایک سال میں بڑے بڑے واقعات کی تعلیم کا نصاب سنڈے سکولوں کے لئے صہ پائی

بیگناہ یسوع مسیح۔ مؤلفہ پادری ہوپر صاحب مسیح کی بے گناہی کی ماہیت بے گناہی پر مسیح کے ہمعصروں انجیل اور خود مسیح کی گواہی مسیح کی بے گناہی پر اعتراضوں کے جواب۔ وغیرہ صفحہ ۱۹ ۲ر

بھجن و غزلیں پنجابی گیتوں کا یہ چھوٹا سا رسالہ اس قدر مقبول ہوا ہے کہ اب بارھویں طبع میں ۵۰۰۰ چھپکر فروخت ہو رہا ہے۔ صفحہ ۶ ۲ پائی

بھجن و غزلیں مطبوعہ جنوں صفحہ ۸ ۳ پائی

ملنے کا پتہ۔ **سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور۔**

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین ان کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم۔ کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے بموجب نئے انتظام کے چالیس فیصدی غیر مسیحی طلباء بھی داخل ہو سکتے ہیں اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی الماری بھی تیار رہتا ہے۔ علاوہ ازیں حرکت ما عہ سے ماللہ تک کردکونول عہ سے صہ تک مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے۔ اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا و صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں امپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا یخنہ صاحب پروپرائٹر چھپا ✤